

کتاب نما

سیکولرزم، مباحثت اور مغالطے، طارق جان۔ ناشر: ایمپل پبلیکیشنز، اسلام آباد۔ قیمت کنترہ:
۱۲۔ سینٹ فلور، مجاہد پلازا، بلاجوایریا، اسلام آباد۔ صفحات: ۲۴۳۔ قیمت: ۸۸۰ روپے۔ /۲۰ رامکی ڈالر۔
ISBN نمبر: ۹۷۸-۹۶۹-۹۵۵۲-۰۳۶

یورپ کی فکری تاریخ میں انھار ہوئیں صدی ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس صدی میں نہ صرف یورپی تصورِ مذہب بلکہ تصورِ معاشرہ، میہمت و سیاست اور ثقافت، غرض زندگی کے اہم شعبوں میں ایک نمایاں اور بنیادی تبدیلی واقع ہوئی۔ عیسائیت اور کلیسا کا اقتدار چرچ کی چار دیواری تک محدود ہو گیا اور زندگی کے دیگر معاملات کی حد بندی الگ الگ فلسفوں کے زیر اثر عمل میں لائی گئی۔ اس حوالے سے ہیگل، کارل مارکس، ڈارون، ڈیکارٹس، اوگسٹ کومتے اور ہیوم اور مل کی فکر نے زندگی کے مختلف شعبوں میں گھرے اثرات ڈالے۔ نیجنگا مادیت، لذتیت، انفرادیت، لا دینی جمہوریت، لا محمدود معاشری دوڑ نے یورپی معاشرے کی اقدار میں ایک عنصری تبدیلی پیدا کی۔ بعد میں آنے والی دو صدیوں میں ان تصورات کو مزید قبولیت حاصل ہوئی اور ایکسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی یہ احساس اُبھرا کہ وہ جدیدیت جو انھار ہوئیں صدی کی پہچان اور بعد کے ادوار کے لیے رہنماء صول کی حیثیت رکھتی تھی اب ماضی کا قصہ ہے۔ چنانچہ Beyond post Modernism کا نعرہ بلند کیا گیا۔ مغرب کے اس فکری سفر میں اگر قدر مشترک تلاش کی جائے تو سیکولرزم یا لا دینیت ان تمام تصورات میں کار فرمان نظر آتی ہے۔ سیکولرزم دراصل زندگی، حقیقت اور سچائی کو دو خانوں میں باٹھنے کا نام ہے، یعنی ایک خانہ مذہب کا اور دوسرا خانہ دنیا یا مادیت کا۔ اس تقسیم میں حقیقی عامل اور عنصر مادہ اور جس کو تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ ہر وہ شے جو مادی طور پر یا حتیٰ تجویز کے نتیجے میں وجود رکھتی ہو حقیقی قرار پائی اور جو چیز اس معیار پر پوری نہ اترتی ہو

وہ واہم، وقتی اور غیر حقیقی سمجھ لی گئی۔ بعد کے آنے والے مفکرین خصوصاً سگمنڈ فرانڈ نے نفیاتی زاویے سے جائزہ لیتے ہوئے empiricial reality کو بھی لاشعور اور تحت الشعور کا تابع کر دینا چاہا۔ اس پرے تہذیبی عمل میں یہ ماننے کے باوجود کہ انفرادی طور پر جو چاہے ہے اور جس طرح چاہے اپنے مذہب پر عمل کرے۔ کار و بار حیات کے دروازے مذہب یعنی عیسائیت کے لیے بند کر دیے گئے، اور مذہب کو ایک ذاتی اور انفرادی عمل کا مصدقہ مقام دے دیا گیا۔

ہر شعبۂ علم اور ہر حکمت عملی کی تشكیل اسی فکری بنیاد پر رکھی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب میں جس شخص نے بھی معاشرتی علوم یا طبعی و تجرباتی علوم کا مطالعہ کیا، غیر محسوس طور پر یہ بنیادی مفروضہ اس کے ذہن اور قلب میں جا گزیں ہو گیا۔

دورِ جدید کی دو قد آور علمی شخصیات علامہ اقبال اور سید مودودی نے اس رمز کو نہ صرف پچانا بلکہ اس کا علمی اور عقلی جواب اسلام کے جامع تصور سے فراہم کیا۔ گذشتہ ۲۰ سال پاکستان کی تاریخ ہی اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس دوران سکولرزم کو جامعات، انگریزی صحافت اور ایکٹر ایکٹ میڈیا کے ذریعے نظریہ پاکستان کو کمزور کرنے اور بھارتی نظریاتی یلغار کی پاکستان میں حمایت اور سرپرستی کی غرض سے ہر مکمل سطح پر عام کرنے کی کوشش سرکاری سرپرستی میں کی گئی۔

طارق جان نے انگریزی میں اس نظریاتی یلغار کا مقابلہ علمی اور ابلاغی سطح پر انتہائی کامیابی کے ساتھ کیا اور گذشتہ دو عشروں میں لا دینیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر انگریزی میں اپنی تحریرات سے جہاد کیا۔ میری نگاہ میں ان کا تہبا کام ایک علمی ہر اول دستے کے مجموعی کام سے کم نہیں کہا جاسکتا۔ میں ذاتی طور پر ان کی تلقیدی نگاہ، انگریزی زبان پر عبور و مہارت کا معترض آج نہیں، اس وقت سے ہوں جب طارق جوان تھا۔ بلکہ وہ آج بھی جوان تر ہے۔ بہت کم افراد ایسے ہوں گے جنہیں طارق جان نے ۲۰ سال تک گوارا کیا ہو، اور تعلقات کی گہرائی میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ اس لیے تو صافی و تعریفی کلمات کی جگہ جس کے وہ لازماً مستحق ہیں، میں پورے اعتداد سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جدید نسل کے لیے یہ کتاب ایک لازمی مطالعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

برادر محبت الحق صاحبزادہ نے بڑی محنت بلکہ جان جو کھوں میں ڈال کر انگریزی کے اصل مضامین کا ترجمہ اردو میں کیا ہے۔ میرے خیال میں اسے مزید سلیس بنانے کی ضرورت تھی۔